ابوالحسن اختر☆

تصوف اوراس کی حقیقت

تصوف کی لغوی واصطلاحی تعریف

صوفیا کے ہاں مشہور اصطلاح التصوف،عرب اس اصطلاح سے ناواقف ہیں، اصلاً کلمہ تصوف جو عربی زبان کے اَوزان میں سے تفعُّل کے وزن پر ہے، مستعمل نہیں۔عربوں نے صوف کے بارے میں مادہ (ص و ف) کو مد نظر رکھتے ہوئے استعمال کیا ہے جس سے وہ بھیڑ کے بال اور پشمینہ لیتے ہیں اور بھیڑ کا وہ بچہ جس کے بال گنے ہوں اس کو صوف کی صفت سے ذکر کرتے ہیں۔[لسان العرب، مختار الصحاح،مادہ:ص و ف]

صوفی کی وجہ تسمیہ

لفظ'صوفی' کا اشتقاق ومصدر کیا ہے؟اس میں مختلف اَقوال ہیں:

① صوفی کی نسبت مسجد ِنبویؐ میں اہل صفہ کی طرف ہے۔ماہرین لغت کا اس پر اعتراض ہے کہ اگرصوفی کی نسبت اہل صفہ کی طرف ہوتی تو صوفی کی بجائے صُفِّی ہونا چاہیے تھا۔

② صوفی کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سامنے پہلی صف کی طرف ہے۔اس پر بھی یہی اعتراض کیا گیا کہ لغت کے اعتبار سے صَفِّی ہونا چاہیے تھا نہ کہ صوفی۔

③ ایک قول یہ ہے کہ صوفی صفوة من الخلق کی طرف منسوب ہے جو لغوی اعتبار سے غلط ہے، کیونکہ صفوة کی طرف نسبت صَفَوِیٌّ آتی ہے۔

④ صوفی،صوفہ بن بشر بن طابخہ قبیلہ عرب کی طرف منسوب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''اگر چہ یہ نسبت لغوی،لفظی اعتبار سے درست ہے،لیکن سنداً اور تاریخی اعتبار سے ضعیف ہے،کیونکہ یہ زاہدوں،عابدوں کے ہاں غیر معروف ہے۔اگرنساک عابدوں کی نسبت انہیں لوگوں کی طرف ہوتی تو پھر اس نسبت کے زیادہ حق دار صحابہؓ، تابعینؒ وتبع تابعین ہوتے اور پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو صوفی کہا جاتا ہے وہ یہ ناپسند کرتے ہیں کہ ان کی نسبت ایسے جاہلی قبیلہ کی طرف ہو جس کا اسلام میں کوئی وجود نہیں۔''

لہٰذا اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بھی نسبت غلط ہے۔

⑤ ایک رائے یہ ہے کہ صوفی، الصفة (اچھی صفات سے متصف ہونا) سے مشتق ہے جو حسبِ سابق صحیح نہیں ہے، کیونکہ الصفہ کی نسبت صُفِّی آتی ہے نا کہ صوفی۔[فتاوی ابن تیمیه،۱۱/۶،مجله البحوث الإسلامية،شمارہ۴۰]

☆ فاضل مدینہ یونیورسٹی،سابق متعلّم جامعہ لاہور الاسلامیہ

⑥ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ صوفی، صفا سے ماخوذ ہے جس کے معنی قلب کی صفائی اور اصلاح ہے۔لغوی اعتبار سے یہ نسبت بھی غلط ہے، کیونکہ صفا کی طرف نسبت صَفْوِیٌّ آتی ہے۔[قرآن اور تصوف از میر ولی الدین،ص۸]

⑦ علامہ لطفی جمعہ کی تحقیق کے مطابق صوفی کا لفظ ثیوصوفیا سے مشتق ہے جو ایک یونانی کلمہ ہے جس کے معنی حکمت الٰہی کے ہیں۔[ایضاً:ص۹]

⑧ صوفی صوف (پشمینہ) کی طرف نسبت ہے جس کے معنی پشم پہننے والا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اسی نسبت کو درست اور راجح کہا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اگر لغوی اشتقاق کے تناظر سے دیکھا جائے تو یہ نسبت درست معلوم ہوتی ہے۔[مجموع الفتاوی:۶/۱۱]

تصوف کا اصطلاحی مفہوم

جس طرح آپ نے مذکورہ اَقوال سے صوفی کے اشتقاق میں اختلاف پایا ہے اسی طرح تصوف کی اصطلاحی تعریف بھی تفصیل طلب ہے۔

تصوف کی اصطلاحی تعریف کے حوالے سے اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے تو اس میں متعدد اَقوال ہیں جو باہم متعارض، متباین اور متغایر ہیں۔ذیل میں ایسے اَقوال ان پر اجمالی تبصرے کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں جن سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تصوف کا اصل مطلب اور مفہوم کیا ہے۔

* جنید فرماتے ہیں:

ما أخذنا التصوف عن القال والقيل ولكن عن الجوع وترك الدنيا وقطع المألوف والمستحسنات لأن التصوف هو صفاء المعاملة مع الله واصله العزوف عن الدنيا .

''ہم نے تصوف قیل و قال سے حاصل نہیں کیا بلکہ ہم نے تصوف بھوک، ترک دنیا، مرغوب اور پسندیدہ اشیاء سے لاتعلقی سے حاصل کیا ہے، کیونکہ تصوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات کی پاکیزگی کا نام ہے، جس کی بنیاد دنیا سے علیحدگی پر ہے۔'' [طبقات الحنابلة:۱/۱۲۸،حلية الأولياء:۱۰/۲۷۸]

جب کہ اِرشاد باری ہے:

﴿وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾ ''اور دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھولیے۔'' [القصص:۷۷]

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[البقرة:۲۰۱]

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔''

اور رسول اللہ ﷺ صبح اور شام کے اذکار میں درج ذیل دعا کا اہتمام فرمایا کرتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ»[مسند أحمد:۵/۴۲]

''اے اللہ! میں کفر، فقر سے اور دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

زہد کا مفہوم

'زہد' کے مفہوم کو مزید وضاحت سے سمجھنے کے لیے حضرت علیؓ کا قول ملاحظہ فرمائیں:

امیر المؤمنین حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر کوئی شخص تمام زمینی سامان، متاع واَسباب اکٹھے کرے اور اس کی نیت

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے تو وہ زاہد ہے اور زمین میں تمام اَشیاء کو ترک کر دیتا ہے جب کہ اسمیں اللہ کی رضا مقصود نہیں تو وہ زاہد نہیں اور نہ ہی اسے دنیا کے مال وأسباب چھوڑنے پر عابد کہا جائے گا۔'' [التصوف لشمھرانی ،ص۱۷۱]

اس کے علاوہ تصوف اور صوفی کی تعریفات کے حوالے سے درج ذیل اَقوال یہ ہیں:

* **ابوالحسن نوری** کہتے ہیں: "ليس التصوف رسوما ولا علوما ولكنه اخلاق"

''تصوف رسوم اور علوم نہیں بلکہ وہ صرف اخلاق ہے۔'' [علم تصوف از عباد اللہ اختر ،ص۲۰]

* **مرتعش** بھی یہی فرماتے ہیں: التصوف حسن الخلق ...... ''تصوف حسن خلق ہے۔''

* **علی بن بندار الصیرفی** تصوف کی تعریف کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"التصوف اسقاط ردية للحق ظاهرا وباطنا" [ایضاً ،ص۲۱]

''تصوف یہ ہے کہ صوفی اپنے آپ کو ظاہر اور باطن میں نہ دیکھے ، بلکہ صرف مشاہدۂ حق ہو۔''

* **ابوبکر شبلی** اس سے ایک قدم اور آگے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"التصوف شرك لأنه صيانة القلب عن رؤية الغير ولا غير" [علم تصوف ،ص۲۱]

''تصوف شرک ہے، کیونکہ وہ دل کو غیر کے دیکھنے سے محفوظ رکھتا ہے، حالانکہ غیر کا وجود ہی نہیں۔''

تصوف اور صوفیا کے اِصطلاحی نام

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جب کہ تصوف اپنے اذواق ،مجاہدات ،حقائق اور مشاہدات کے اعتبار سے ایک مستقل فن کی حیثیت سے متعارف نہیں تھا۔ اس لیے اس کا کوئی نام بھی متعین نہیں تھا ،کبھی اسے علم تصوف سے تعبیر کیا جاتا، کبھی علم باطن کے نام سے اور کبھی کسی اور نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔[تاریخ تصوف اسلام از رئیس احمد جعفری ،ص۷۳]

اسی طرح صوفیا کو بھی کئی ناموں سے ذکر کیا جاتا ہے ۔ملکوں ،شہروں سے نقل مکانی کر کے دیارِ غیر میں رہنے کی وجہ سے غرباء اور کثرت سفر کی وجہ سے سیّاحین بھی کہا جاتا تھا۔اَہل شام زیادہ تر بھوکا رہنے کی وجہ سے جوعية کے نام سے ذکر کرتے تھے۔[التعرف لمذهب أهل التصوف:۲۱/۱، ۲۲]

تحریک تصوف کا آغاز اور تاریخی پس منظر

دوسری صدی ہجری میں جب زہاد ،صوف (پشمینہ) کا لباس بکثرت استعمال کرنے لگے تو 'صوفی' کی اصطلاح عام ہوئی اور پشمینہ لباس پہننے کی وجہ سے شہرت اختیار کر گئی ۔لہٰذا تحریک تصوف صوف کی وجہ سے مشہور ہوئی۔

سلوک تصوف کا عملی طور پر آغاز بصرہ میں ہوا جس شخص نے سب سے پہلے صوفیا کے لیے مجلس کا انعقاد کیا وہ حسن بصریؒ کے شاگردوں میں سے عبدالواحد بن زید ہیں۔[مجموع الفتاوی:۶/۱۱، ۲۹]

ابونصر سراج لکھتے ہیں کہ ''تصوف کی ابتداء قبل از اسلام دور جاہلیت میں ہوئی۔'' [اللمع ، لابی نصر سراج ،ص۴۲]

اور عبدالواحد وہ ہیں کہ جن کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن پر عبادت کرنے کا جذبہ غالب آیا اور یہ ذوق اس حد تک بڑھا کہ علوم حدیث میں اتقان پیدا کرنے سے غافل ہو گئے وہ اپنی گفتگو میں اکثر منکر روایات بیان کرنے لگے ۔یہی وجہ ہے کہ امام نسائی نے انہیں 'متروک الحدیث' کہا ہے۔امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ

''بڑے زہاد اور صاحب کمال لوگوں میں سے تھے جن پر 'قدری فرقہ' سے تعلق رکھنے کا الزام ہے۔'' [السیر:۸/۴۴۹]

امام قشیریؒ کی تحقیق کی رو سے لفظ صوفی ۲۰۰ھ کے کچھ پہلے مشہور ہوا۔رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد جس لقب

سے اس زمانہ کے اَفاضل یاد کیے جاتے تھے وہ صحابہؓ تھا۔کسی دوسرے لقب کی انہیں ضرورت ہی نہ تھی، کیونکہ صحابیت سے بہتر کوئی فضیلت نہ تھی۔جن بزرگوں نے صحابہؓ کی صحبت اختیار کی وہ اپنے زمانہ میں تابعین کہلائے اور تابعین کے فیض یافتہ حضرات اپنے زمانے میں اتباع تابعین کے ممتاز لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔اس کے بعد زمانے کا رنگ بدلہ اورلوگوں کے اَحوال ومراتب میں نمایاں فرق پیدا ہونے لگا۔جن خوش بختوں کی توجہ دینی اُمور کی طرف زیادہ تھی ان کو زہاد اور عباد کے ناموں سے یاد کیا گیا۔کچھ ہی عرصہ بعد بدعات کا ظہور ہونے لگے اور ہر فریق نے اپنے زہد کا دعوی کرتے نظر آنے لگے۔زمانہ کا یہ رنگ دیکھ کر خواصِ اہل سنت نے جو اپنے قلوب کو حق تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیتے تھے اور جو اپنے نفوس کو خشیت الٰہی سے مغلوب دیکھتے تھے، ابنائے زمانہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور انہی کو' صوفیہ' کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔[قرآن اور تصوف،ص۹،۱۰]

امام ابن جوزیؒ تحریک تصوف کی ابتدا کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''طریقہ(تحریک)تصوف کی ابتدا مکمل زہد وعبادت سے ہوئی، پھر آہستہ آہستہ صوفیوں نے سماع اور رقص وسرود کی مجلسوں کے انعقاد کی رخصت نکالی لہٰذا عامۃ الناس میں سے آخرت کے طلب گاروں نے جب اس میں ریاضت وعبادت دیکھی تو وہ اس تحریک کی طرف لپکے اور دنیا کے طلب گاروں نے جب اس میں سماع، رقص اورلعب وراحت دیکھی تو انہوں نے بڑے زور وشور سے اس تحریک میں حصہ لینا شروع کر دیا۔'' [تلبیس ابلیس،ص:۱۹۹]

پشمینہ پہننے کے بارے میں ابن سیرینؒ اورابن تیمیہؒ کی تصریحات

صوفیاء کے ہاں ابن سیرینؒ کو صف اوّل کا زاہد تسلیم کیا گیا ہے ان سے لبس صوف کے حوالے سے استفسار کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صوف پہنتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا ''ہمارے لیے آنجناب ﷺ کی سنت دوسرے طریقوں کی بہ نسبت زیادہ پسندیدہ ہونی چاہیے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لبس صوف کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

''اس کو عبادت بنانا اور اللہ کی طرف تقرب کا راستہ اختیار کرنا بدعت ہے۔البتہ بطور حاجت یا عام استفادہ کے پیش نظر کوئی حرج نہیں۔''[مجموع الفتاوی،۱۱/۵۵۵]

تحریک تصوف کے ظہور کی وجوہات

اس تحریک کے جنم لینے کی سب سے بڑی وجہ اسلامی معاشرے کا دنیاوی لذات میں غرق ہونے کے ردِعمل نے پیدا کیا۔معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے چند چیزوں کو مباحات جان کر سلوک کا راستہ اختیار کیا اور اپنی تائید کے لیے بعض شرعی نصوص کو بطورِ دلیل بھی پیش کرنے لگے۔

تصوف کی ابتدا زہد وتقویٰ پر تھی۔ابتدا میں بدعات، رسومات اور فاسد عقائد کا کوئی وجود نہیں ملتا، پھر چوتھی صدی ہجری کا دور مروجہ تصوف کی داغ بیل کا دور تھا جس میں حلاج، جنید اور ابن محمد صوفیا کا لباس پہن کر تصوف میں داخل ہو گئے۔تصوف کے آغاز کی ایک وجہ خارجی عوامل تھے جو کہ دوسری قوموں کی تہذیب اور فلسفہ تھا۔مثلاً یونانی فلسفہ، ہندی تہذیب اور یہود ونصاریٰ کی محرف تعلیمات، ان فلاسفروں کی فکر کے ذریعے سے مروجہ تصوف وجود کا سبب بنا۔

اس تحریک کے پیچھے استعماری ہاتھ تھے جو مسلمانوں سے جہادی روح کو نکال دینا چاہتے تھے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کو نیست ونابود کیا جا سکے اور اسلامی تعلیمات عام زندگی سے کٹ جائیں۔بس یہ دین عالم لاہوت سے

خاص اور سیکولرازم سے متصف ہو جائے، جو زندگی کے مسائل کو حل کر سکے نہ معاشرے کی راہنمائی۔ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے گی تو مسلمانوں پر خود بخود قیامت ٹوٹ پڑے گی، لیکن!

دشمنان اسلام کا یہ خواب ہرگز پورا نہ ہوگا، کیونکہ دین اسلام میں اللہ رب العزت نے ایک ایسی تحریک رکھی ہے جو خود بخود اپنا دفاع کرنا جانتی ہے۔[الصوفية معتقدا و مسلكا ص ١٢٥، ١٢٦]

﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْكَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾[الصف:٩] ''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے۔''

طبقات صوفیا

مؤرخین تصوف کے نزدیک تصوف و صوفیاء کے چھ طبقات ہیں:

❶ پہلا طبقہ

تصوف کی ابتداء ۳۷ھ میں ہوئی اور یہ دور ۲۳۲ھ تک جاری رہا۔ اس طبقے میں جن بزرگوں کو شمار کیا جاتا ہے ان میں حضرت اویس قرنیؒ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت مالک بن دینارؒ، حضرت فضیل بن عیاضؒ اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ وغیرہم شامل ہیں۔

ان حضرات میں خشیت الٰہی کا بڑا غلبہ تھا توبہ واستغفار پر زور دیتے اور کبھی اپنے طرزِ فکر کو اجتماعی شکل دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ انفرادی طور پر ریاضت وعبادت میں مشغول رہے۔ اپنے گرد مریدوں کا نہ کوئی حلقہ پیدا کیا نہ کوئی نئی اصطلاح یا نیا طریقہ عبادت ایجاد کیا۔ ان کی ساری زندگی کتاب وسنت سے عبارت ہے۔

❷ دوسرا طبقہ

جو تاریخ اسلامی کے اس دور سے تعلق رکھتا ہے جس دور میں یونانی فلسفہ اور علوم عقلیہ اسلام میں در آئے اور معتزلہ کی تحریک نے اس قدر زور پکڑا جس سے خلیفہ مامون الرشید بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ خلق قرآن کا فتنہ بھی اسی دور میں نمودار ہوا، نیز ذات الٰہی اور اس کی صفات، دوزخ، جنت، معجزات، معراج، غرض ہر مسئلہ پر عقل کی کسوٹی پر پرکھا جانے لگا۔ ان حالات میں صوفیا کا پیدا ہونے والا طبقہ عقلیت سے قطعی بیزار تھا جن میں بایزید بسطامی، ذوالنون مصری اور جنید بغدادی سرفہرست ہیں۔ انہوں نے عقلیت کے خلاف آواز اٹھائی اور عشق پر زور دیا۔ چنانچہ اس دور کے صوفیا نے خشیت الٰہی کی بجائے عشق الٰہی کی تلقین کی۔ سری سقطی نے توحید کا وہ نعرہ پیش کیا جس نے بعد میں وحدۃ الوجود کی شکل اختیار کر لی۔[تلبیس ابلیس ص:۲۳۲]

❸ تیسرا طبقہ

چوتھی صدی ہجری میں تحریک تصوف کا تیسرا طبقہ پیدا ہوا جنہوں نے فقہی گتھیوں میں اُلجھنے کی بجائے فقہ باطن کی اصلاح اور اخلاق کی درستگی پر زور دیا۔ اس دور کے صوفیا میں ابونصر سراج، ابوطالب مکی، ابوعبدالرحمٰن السلمی اور ابوسعید

ابن عربی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تصوف کی دنیا میں اس دور کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں تصوف کی اصطلاحات وضع ہوئیں۔نئی نئی کتابیں لکھی جانے لگیں۔ جیسے ابونصر سراج کی کتاب اللمع، ابو طالب مکی کی قوت القلوب اور ابوعبدالرحمٰن السلمی کی کتاب السنن الصوفیة وغیرہ ہیں۔

اس دور میں صوفیا کے حلقے اور سلسلے بننا شروع ہوئے۔اگر دنیا اسلام میں پھیلے ہوئے تصوف کے سلسلوں کی تعداد کا شمار کیا جائے تو ان کی تعداد تقریباً ایک سو کے لگ بھگ ہے۔تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

* تلبیس ابلیس از امام جوزیؒ * مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ * التفسیر والمفسرون از محمد حسین ذہبی
* الصوفیة معتقدا ومسلکا از ڈاکٹر صابر تعیمہ اور * طبقات الصوفیہ وغیرہ

لہٰذا برصغیر پاک وہند میں موجود تیسرے طبقے کے سلسلوں کو علی ہجویریؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں بارہ کی تعداد میں تقسیم کیا ہے اور ان کی تصریح کے مطابق دو گروہ مردود اور دس مقبول ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

① **حلولی اور حلاجی**، یہ دو گروہ مردود شمار کیے جاتے ہیں۔

② **محاسبیہ**: جس کی نسبت حارث بن اسد محاسبی کی طرف ہے۔اس گروہ کے خیال کے مطابق 'رضا' مقام نہیں بلکہ 'حال' ہے جس پر صوفیا میں شدید اختلاف رہا۔اہل خراسان نے ان کی تائید کی اور اہل عراق نے مخالفت کی۔

③ **حکیمیہ**: یہ گروہ ابوعبیداللہ بن علی الحکیم کی جانب منسوب ہے۔سب سے پہلے انہوں نے ولایت کا تصور نبوت کی طرح عہدہ بنا کر پیش کیا جسے بعد میں سب گروہوں نے قبول کرلیا۔حکیم ترمذی کا قول ہے کہ

''تمام دنیا اولیا میں تقسیم کر دی گئی ہے اور ہر علاقے کا انتظام وانصرام ایک ولی کے تحت ہوتا ہے۔''

④ **تستریہ**: یہ گروہ سہل بن عبداللہ تستری کی جانب منسوب ہے اس گروہ نے تزکیہ نفس کے اُصول اپنی عقل ودانش سے ترتیب دیئے۔یہ لوگ سزائے نفسی کے قائل تھے۔

⑤ **نوریہ**: اس گروہ کی نسبت ابوالحسن بن نوری کی جانب ہے۔

⑥ **طیفوریہ**: جس کی نسبت بایزید بسطامی کی طرف ہے۔ان پر شوق ومستی کا بڑا غلبہ تھا جو سکر (نشے کی حالت) کو صحو (ہوش وحواس کی حالت) پر ترجیح دیتے ہیں۔

⑦ **خرازیہ**: اس گروہ کی نسبت ابوسعید خرازی سے تھی فنا کا تصور سب سے پہلے اسی گروہ نے پیش کیا۔

⑧ **سیاریہ**: یہ گروہ ابوالعباس سیاری سے منسوب ہے اس گروہ نے جمع تفریق کا صوفیانہ نظریہ پیش کیا۔

⑨ **خفیفیہ**: اس گروہ کی نسبت ابوعبداللہ بن خفیف کی جانب تھی جس نے حضور اور غیبت کا صوفیانہ نظریہ پیش کیا۔

⑩ **قصاریہ اور ملامتیہ**: یہ دونوں گروہ حمدون قصار سے منسوب تھے ان کے نزدیک مجمع عام میں قابل اعتراض کام کر کے اپنے نفس کو ذلیل کرنا تزکیہ نفس کے لیے ضروری ہے۔

اس دور میں تصوف نے ایک باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر لی تھی۔سلسلہ تصوف پر بہت کچھ لکھا جا چکا تھا جو چھوٹے چھوٹے رسالوں جن میں یا تو متقدمین مشائخ کے حالات درج تھے یا کسی خاص موضوع پر بحث کی گئی تھی۔اس دور میں تصوف کی بہت سی اصطلاحات وضع ہو چکی تھیں، لیکن ان کا مفہوم ابھی تک متعین نہ تھا۔

اور یہ وہ دور تھا جس میں تصوف کے سلسلے ضرور وجود میں آ گئے تھے مگر سلسلوں کا باقاعدہ ظہور نہیں ہوا تھا۔

④ چوتھا طبقہ

پانچویں صدی ہجری کے آغاز میں تصوف کے خیالات عوام میں بڑی تیزی سے پھیلنے شروع ہوئے جس میں ابوالخیر ابوسعید کی کتاب رباعیات، عبداللہ ہروی کی مناجات اور علی ہجویری کی کشف المحجوب کا اہم کردار ہے جس سے تصوف کے عوامی تحریک بننے میں بڑی مدد ملی۔

مذکورہ کتابوں کے علاوہ ابونعیم اصفہانیؒ کی حلیة الأولیاء اور ابوالقاسم قشیری کا رسالہ قشیریہ بہت مقبول ہوئے۔ اس دور میں تصوف کی بیشتر اصطلاحات وضع کی جا چکی تھیں۔

رسالہ قشیریہ میں ہمیں تصوف کی مندرجہ ذیل اصطلاحات ملتی ہیں:

شریعت، طریقت، حقیقت، کشف ومکاشفہ، صحو، سکر، وقت، مقام، حال، قبض وبسط، فنا وبقا، مشاہدہ ومعائنہ، قرب وبعد، نفس، خواطر، ہیبت وانس، تواجد، وجود، جمع وفرق، غیبت وحضور، ذوق وشرب، سر وتجلی، مخاطرہ، لوائح، طوامع، ہجوم، تلوین وتمکین، شاہد، نفس، روح، سر، علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین وغیرہ۔

⑤ پانچواں طبقہ

یہ طبقہ چھٹی صدی ہجری میں پیدا ہوا اس کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس زمانے میں تصوف کا فلسفہ پورے طور پر ترتیب دے دیا گیا اگرچہ اس کو عروج ساتویں صدی ہجری میں حاصل ہوا۔

اس دور کے مشہور صوفیا یہ تھے:

① **ابوحامد غزالی:** ان کی کتابوں میں احیاء العلوم سب سے زیادہ مشہور ہے۔
② **محی الدین عبدالقادر جیلانی:** آپ کی کتابوں میں 'غنیة الطالبین' اور 'فتوح الغیب' کو غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔
③ **محی الدین ابن عربی:** ان کی کتابوں میں 'فصوص الحکم' اور 'فتوحات مکیہ' نے بہت زیادہ شہرت حاصل کی۔
④ **شہاب الدین عمر سہروردی:** آپ کی کتاب 'عوارف المعارف' تصوف کا دستور العمل سمجھی جاتی ہے۔
⑤ **ابوطالب مکی اور ابوالقاسم قشیری** وغیرہ نے جو کچھ لکھا ابوحامد غزالی نے سب کو جذب کر کے نہایت وضاحت اور ترتیب کے ساتھ تصوف کا فلسفہ اور اصطلاحات وضع کیں، مثلاً سفر، سالک، وصل، مکان، شطح، ذہاب، ادب، تجلی، تخلی، علت، غیرت، حیرت، فتوح، وسم، رسم، زوائد، ارادہ، ہمت، غربت، مکر اصطلام، رغبت اور وجد وغیرہ۔

لہٰذا وہ ایک مستقل فن کی صورت اختیار کر گیا، بعد میں ان کے ہم عصر عبدالقادر جیلانیؒ نے عملی اعتبار سے اس تحریک میں نئی جان ڈالی کہ اس فن کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔ پھر ابن عربی نے اس تحریک کو وحدت الوجود کے فلسفہ سے روشناس کرایا جو تصوف کی روح بن گیا۔ ابن عربی کے اس باطل نظریہ کی وجہ سے اسلام میں تصوف کے راستے سے الحاد وزندقہ کے دروازے کھل گئے، جس کا احساس صوفیا کو بھی تھا یہی وجہ ہے کہ مشائخ صوفیا اپنے مریدوں کو اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کی سخت ممانعت کرتے، لہٰذا ابن عربی کی کتابوں پر سخت پابندیاں عائد کر دی گئیں اور دوسری طرف فرید الدین عطار نے وحدت الوجود کا مشرکانہ نظریہ شعر وشاعری کے ذریعہ عوام تک پہنچایا تا کہ اسے قبول عام حاصل ہو جائے۔

⑥ چھٹا طبقہ

ساتویں صدی ہجری میں تحریک تصوف کی سلاسل آخری ارتقائی منازل کو چھو رہی تھیں۔ اس اعتبار سے یہ صدی

تصوف کی تکمیل کی صدی ہے۔ آئندہ صدیوں میں تحریک تصوف اصلاح وتجدید اور زوال وانحطاط کے مختلف مراحل سے تو گزرتی رہی مگر بنیادی طور پر اس فلسفہ میں کوئی اضافہ ہوا نہ عملی تبدیلی آئی۔ یہ تحریک ابو حامد غزالی اور ابن عربی کے افکار ونظریات پر جاری رہی۔ اس دور میں تصوف کے جو سلسلے وجود میں آئے ان کی تفصیل:

① سلسلہ نقشبندی

یہ سلسلہ خواجگان بھی کہلایا۔ ترکستان میں اس کی بنیاد پڑی جس کو محمد اتالیسوی (م ۵۷۰ھ) نے فروغ دینے کی کوشش کی لیکن اس کو قبول عام بنانے کا شرف بہاء الدین نقشبندی (م ۷۸۵ھ) کو حاصل ہے۔ جس کے بعد یہ سلسلہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا، اگرچہ یہ سلسلہ سب سے قدیم ہے مگر ہندوستان میں بہت بعد حضرت باقی باللہ (م ۱۰۱۴ھ) کے ذریعے پہنچا جس کو ان کے عزیز ترین مرید اور خلیفہ حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۵ھ) نے ہندوستان میں ترقی دی جو بعد میں سلسلہ مجددیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

② سلسلہ سہروردی

یہ سلسلہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی طرف منسوب ہے اور انہوں نے اپنی کتاب عوارف المعارف میں پورا خانقاہی نظام ترتیب دیا۔ ان کے خلفا میں قاضی حمید اللہ ناگوری اور بہاء الدین زکریا ملتانی قابل ذکر ہیں۔ زکریا ملتانی نے ملتان اُوچ اور دیگر مقامات پر سہروردی سلسلے کی مشہور خانقاہیں قائم کیں۔

③ سلسلہ قادریہ

یہ سلسلہ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب ہے۔ یہ بغداد میں قائم ہوا اور رفتہ رفتہ اس کی شاخیں تمام اسلامی ملکوں میں پھیل گئیں۔ ہندوستان میں یہ سلسلہ نویں صدی ہجری میں شاہ نعمت اللہ قادری نے قائم کیا۔

④ سلسلہ چشتیہ

اس سلسلے کی داغ بیل تو شیخ ابو اسحاق شامی (م ۳۱۶ھ) نے ڈالی تھی، لیکن اس کو پروان چڑھانے کا کام حضرت معین الدین حسن سنجری (م ۶۱۰ھ) نے انجام دیا۔ ہندوستان میں سب سے پہلے اسی چشتیہ سلسلہ کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ شیخ معین چشتی کے عزیز مرید اور خلیفہ قطب الدین بختیار کاکی نے چشتیہ سلسلے کو عام کرنے کی بے حد کوشش کی اور ان کے بعد ان کے خلیفہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے اس سلسلے کو منظم کیا جسے ان کے خلیفہ نظام الدین اولیا نے معراج کمال تک پہنچایا۔

تصوف کا ایک اور سلسلہ جو صابریہ سلسلہ کے نام سے مشہور ہے اس کی نسبت علی احمد صابر کی طرف ہے جو فرید الدین مسعود المعروف گنج شکر کے خلیفہ تھے۔ اس سلسلے کے چالیس خلیفہ ہوئے اور اس کو آگے بڑھانے کا اعزاز عبدالحق کو حاصل ہوا۔ چلتے چلتے یہ سلسلہ عبدالقدوس گنگوہی تک پہنچا۔ سلسلہ صابریہ کو پھیلانا، ترتیب دینا انہی کا کام ہے۔

تیرہویں صدی ہجری میں یہ سلسلہ میاں جی نور محمد جھنجھانوی تک پہنچتا ہے جن کے مرید حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تھے، جو دیوبندی مکتبہ فکر شیخ الشیوخ ہیں، کیونکہ ان کے خلفا مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کو دیوبندی مکتبہ فکر کا امام اور مقتدیٰ مانا جاتا ہے۔ [اسلام میں بدعت وضلالت کے محرکات، ص:۱۱۲تا۱۱۸، الصوفیة : ص:۳۷تا۴۴]

[جاری ہے]